AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
Category Y
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 3 (April-June 2025)

حلف الفضول: مکہ مکرمہ میں قبل از اسلام انسانی حقوق کے تصور کا تاریخی و تجزیاتی مطالعہ

Hulafā' al-Fuḍūl (Covenant of the Virtuous): A Historical and Analytical Study of the Concept of Human Rights in Pre-Islamic Mecca

Hafiz Imran
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad

Dr. Umar Hayat
Associate Professor, Department of Islamic Studies, Government College University Faisalabad

Abstract

The "Hulafā' al-Fuḍūl" (Covenant of the Virtuous) stands as a monumental historical agreement in pre-Islamic Mecca, symbolizing an early, significant commitment to justice and human rights in a society plagued by tribalism and exploitation. The agreement, initiated by several influential Quraysh tribes, aimed to protect the rights of the oppressed and eliminate injustice. Its establishment marked a pivotal shift towards collective ethical responsibility, making it a foundational event for social justice in the region. The paper explores the historical context and significance of the Hulafā' al-Fuḍūl, analyzing its objectives, motivations, and the key figures involved, including the Prophet Muhammad (ﷺ), who was a participant in this pact. The analysis addresses various reports and traditions surrounding the event, shedding light on its enduring legacy. The covenant's core values—promoting justice, defending the weak, and fostering unity among diverse tribes—prefigured the Islamic ethos of equity and communal responsibility. The paper also examines the impact of the agreement on later Islamic principles, with a particular focus on its relevance to the moral and ethical standards upheld by the Prophet Muhammad (ﷺ). The Hulafā' al-Fuḍūl is contextualized within the broader narrative of pre-Islamic Arabian society and the social dynamics that led to its formation. Through historical analysis and comparative study, the work demonstrates how the principles of the covenant resonate with Islamic values of justice, fairness, and solidarity.

Keywords: Hulafā' al-Fuḍūl, justice, human rights, pre-Islamic Mecca, social responsibility, Participation of the Holy Prophet (ﷺ)

تمہید:

"حلف الفضول" ایک اہم تاریخی معاہدہ ہے جو مکہ مکرمہ میں دورِ جاہلیت میں پیش آیا، جس کا مقصد انسانی حقوق کے تحفظ اور معاشرتی انصاف کی بحالی تھا۔ یہ معاہدہ نہ صرف عرب تاریخ کا سنگ میل ثابت ہوا بلکہ اس نے دنیا بھر میں انسانی حقوق کے تصور کی بنیادیں بھی استوار کیں۔ عرب معاشرہ اس وقت قبائلی عصبیتوں، طاقتوروں کے ظلم، اور کمزوروں کے استحصال کا شکار تھا۔ ایسے میں "حلف الفضول" کا قیام اس بات کا غماز تھا کہ ظلم و زیادتی کے خلاف ایک اجتماعی کوشش کی ضرورت ہے۔ اس معاہدے کا بنیادی مقصد مظلوموں کی حمایت اور انہیں انصاف دلانا تھا، چاہے وہ کسی بھی قبیلے یا قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس کی اہمیت صرف اس لیے نہیں کہ یہ مکہ کے معززین کے درمیان طے پایا، بلکہ اس لیے بھی کہ اس میں انسانیت کے اصولوں کی پاسداری کی گئی اور ظلم کے خلاف آواز بلند کی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی اس معاہدے میں شرکت کی اور بعد از نبوت اس کی اہمیت کو اجاگر کیا، یہاں تک کہ فرمایا: "اگر آج بھی ایسے کسی معاہدے کی دعوت دی جائے تو میں

CC BY

ضرور اس میں شریک ہو جاؤں گا۔" اس مضمون میں "حلف الفضول" کے پس منظر، مقاصد، اہم کرداروں، اور اس معاہدے کے اثرات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔ اس کے ذریعے ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ کیسے یہ معاہدہ مکہ مکرمہ میں انسانی حقوق کے تصور کو پروان چڑھانے کا سبب بنا اور بعد میں اسلام میں ان اصولوں کو کس طرح مزید تقویت دی گئی۔

تعارف

عرب کی تاریخ میں حلف الفضول ایک اہم اور منفرد معاہدہ سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اس کا مقصد معاشرتی انصاف کی بحالی اور مظلوموں کے حقوق کی حفاظت تھا۔ دورِ جاہلیت میں عرب معاشرہ قبائلی تعصبات اور طاقتور افراد کے غلبے کا شکار تھا، جہاں کمزور افراد کا استحصال کیا جاتا اور ان کے حقوق پامال کیے جاتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں قریش کے دس قبائل آباد تھے، جو آپس میں اتحاد رکھتے تھے اور ایک دوسرے کی حمایت کرتے تھے۔ جب کسی دوسرے قبیلے کی جانب سے کسی قریشی قبیلے پر حملہ ہوتا، تو باقی قریش قبائل ایک ہو کر حملہ آور قبیلے کے خلاف متحد ہو جاتے۔ تاہم، یہ اتحاد اس بات کو مد نظر نہیں رکھتا تھا کہ کون ظالم ہے اور کون مظلوم؛ صرف قبائلی وفاداری کی بنیاد پر کارروائیاں کی جاتی تھیں۔

اسی طرح، اگر کوئی اجنبی یا مسافر مکہ میں آتا اور کسی مقامی فرد کے ظلم کا نشانہ بنتا، تو اس کی فریاد سننے والا کوئی نہ ہوتا۔[1]

اس غیر منصفانہ اور ظالمانہ نظام کو درست کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کے چند بااثر قبائل نے ایک معاہدہ کیا، جس کا مقصد ظلم کا خاتمہ اور مظلوموں کو ان کے حقوق دلانا تھا۔ اس معاہدے کو "حلف الفضول" کا نام دیا گیا۔ یہ معاہدہ مکہ میں سماجی انصاف کی راہ ہموار کرنے کے لیے ایک سنگ میل ثابت ہوا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی جوانی میں اس معاہدے میں شرکت کی، اور بعد میں اسے ایک عظیم معاہدہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

لَوْ دُعِيت بِهِ فِي الْإِسْلَامِ لَأَجَبْت. کہ اگر آج بھی ایسی کسی تقریب کا انعقاد ہو، تو میں خوشی سے اس میں شریک ہو جاؤں گا۔[2]

حلف الفضول کے بارے میں مختلف روایات کتب میں موجود ہیں، جن میں کچھ اختلافات بھی نظر آتے ہیں۔ ان اختلافات کی وجوہات میں مختلف راویوں کے نقطہ نظر، زبانی روایات کا فرق اور قبائلی مفادات شامل ہو سکتے ہیں۔ اس فصل میں حلف الفضول کے پس منظر، مقاصد اور مختلف روایات کا تجزیہ کیا جائے گا تاکہ اس معاہدے کی اصل حقیقت کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔

حلف الفضول: وجہ تسمیہ اور اس کی معنوی اہمیت:

مکہ مکرمہ میں قبائلی عداوت اور جنگوں کی وجہ سے معاشرتی نظام میں تباہی مچ چکی تھی۔ قتل و غارت گری، انتقام کی روش اور ظلم کی وجہ سے کئی خاندان متاثر ہوئے تھے۔ اس دوران نہ تو مظلوموں کے حقوق کا تحفظ تھا اور نہ ہی کسی کو انصاف دلانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اس سنگین صورتحال کو دیکھتے ہوئے کچھ نیک دل اور اصلاح پسند افراد نے سوچا کہ اس خونریزی کو روکنے کے لیے کچھ مثبت اقدامات کیے جائیں۔ جنگ فجار کے بعد جب لوگ مکہ واپس آئے، تو زبیر بن عبد المطلب نے اس مسئلے کا حل پیش کیا، جس کا ذکر اس روایت میں ہے:

وكان سبب هذا الحلف أن الزبير بن عبد المطلب وعبد الله ابن جدعان ورؤساء هذه القبائل اجتمعوا فاحتلفوا لا يدعوا أحدا يظلم بمكة أحدا إلا نصروا المظلوم على الظالم وأخذوا له بحقه.

اور عبد اللہ بن جدعان کے گھر پر ایک اجلاس ہوا، جس میں قریش کے اہم افراد نے ایک معاہدہ کرنے پر اتفاق کیا۔ اس معاہدے کا مقصد مکہ میں امن قائم کرنا اور مظلوموں کی حمایت کرنا تھا، جس کے نتیجے میں "حلف الفضول" کی بنیاد رکھی گئی۔[3] "حلف الفضول" ایک ایسا معاہدہ تھا جس میں قریش کے اہم قبائل نے یہ عہد کیا کہ وہ ہر مظلوم کے ساتھ انصاف کریں گے، چاہے وہ کسی بھی قبیلے یا قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ "حلف" عربی میں عہد یا قسم کے معنی دیتا ہے، جبکہ "فضول" کا مطلب اعلیٰ اخلاقی اصول یا فضیلت ہے۔ اس لیے "حلف الفضول" کا مفہوم ہے "اعلیٰ اخلاقی اصولوں پر مبنی عہد"۔ اس معاہدے میں شریک افراد نے یہ عہد کیا کہ وہ کسی بھی ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور مظلوموں کی حمایت کریں گے، چاہے وہ کسی بھی قبیل یا جماعت سے تعلق رکھتا ہو۔ یہ معاہدہ صرف ایک قبائلی معاہدہ نہیں تھا بلکہ اس میں انسانیت کے اصولوں کی پاسداری اور ظلم کے خلاف کھڑے ہونے کی بات کی گئی تھی۔

قدیم معاہدات کی مماثلت:

مکہ مکرمہ میں اس سے قبل بھی ایسے معاہدے ہوئے تھے جنہیں "حلف الفضول" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ان معاہدوں میں بنو جرہم کے کچھ اہم سرداروں کا کردار تھا، جن کے ناموں میں "فضل" کا لفظ شامل تھا، جیسے فضل بن فضالہ، فضل بن وداعہ، اور فضل بن حارث۔ ان کی وجہ سے ان معاہدوں کو "حلف الفضول" کہا گیا۔ جب قریش نے اس طرز کا معاہدہ کیا، تو اس کا نام بھی یہی رکھا گیا کیونکہ انہوں نے اسے ایک فضیلت والے اقدام کے طور پر دیکھا۔

مقریزیؒ لکھتے ہیں:

CC BY

كان حلف الفضول بعد الفجار، وذلك أن حرب الفجار كانت في شعبان، وكان حلف الفضول في ذي القعدة ۔

حلف الفضول معاہدہ جنگ فجار کے بعد ہوا۔ جنگ فجار شعبان میں ہوئی تھی، اور حلف الفضول ذی قعدہ میں طے پایا۔[4]

امام ابن قتیبہ نے ذکر کیا:

فَقَالَ كَانَ قَدْ سَبَقَ قُرَيْشًا إِلَى مِثْلِ هَذَا الْحِلْفِ جُرْهُمٌ فِي الزَّمَنِ الْأَوَّلِ فَتَحَالَفَ مِنْهُمْ ثَلَاثَةٌ هُمْ وَمَنْ تَبِعَهُمْ، أَحَدُهُمْ: الْفَضْلُ بْنُ فَضَالَةَ، وَالثَّانِي: الْفَضْلُ بْنُ وَدَاعَةَ، وَالثَّالِثُ ۔[5]

کہ بنو جرہم نے مظلوموں کی مدد کے لیے ایک تنظیم بنائی تھی جس میں تین افراد پیش پیش تھے، اور ان کے ناموں میں بھی "فضل" کا لفظ شامل تھا۔ یہی اشتراک تھا جس کی وجہ سے اس معاہدے کو "حلف الفضول" کا نام دیا گیا۔ قریش نے جب اس معاہدے کو اپنایا، تو انہوں نے بھی اس کا یہی نام رکھا، کیونکہ وہ بھی اس اہم اور فضیلت والے عمل کا حصہ بننا چاہتے تھے۔ اس نام کی ایک توجیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل عبارت میں مذکور ہے:

فَسَمَّتْ قُرَيْشٌ ذَلِكَ الْحِلْفَ حِلْفَ الْفُضُولِ ، وَقَالُوا لَقَدْ دَخَلَ هَؤُلَاءِ فِي فَضْلٍ مِنَ الْأَمْرِ.[6]

اس معاہدے میں اللہ کے رسول ﷺ بھی شریک ہوئے تھے۔ یاد ماضی سب سے قیمتی متاع ہے نبی اکرم ﷺ نے ماضی کے اس بہتر عمل کو یاد کرتے ہوئے اور اس معاہدے کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے فرمایا:

لقد حضرت في دار عبد الله بن جدعان حلفا من حلف الفضول ما أحب أني نقضته وإن لي حمر النعم، ولو دعيت إليه اليوم لأجبت.[7]

کہ اگر آج بھی ایسی کوئی دعوت دی جائے، تو آپ ﷺ اس میں شریک ہو جائیں گے۔ حلف الفضول نے مکہ مکرمہ میں انصاف اور امن کے اصولوں کی بنیاد رکھی، اور اس کے بارے میں نبی ﷺ کا فرمان اس کی اہمیت کو مزید واضح کرتا ہے۔ یہ معاہدہ صرف قبائلی مفادات سے آگے بڑھ کر انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے تھا، اور اس نے عرب معاشرت میں ظلم کی بڑھتی ہوئی روایات کے خلاف ایک مضبوط آواز بلند کی۔ "حلف الفضول" کا نام اس کے بلند اخلاقی مقاصد کی نشاندہی کرتا ہے اور اس نے پورے جزیرہ نما عرب میں امن اور انصاف کے نئے معیارات قائم کیے۔

حلف الفضول کے بانی افراد کے ناموں میں اختلاف:

حلف الفضول کے قیام نے عرب معاشرے میں انصاف اور انسانی حقوق کے تصور کو عملی شکل دی، لیکن اس معاہدے کے بانیوں کے ناموں پر مؤرخین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض مؤرخین کے مطابق، اس معاہدے کا نام ان تین افراد کی نسبت سے رکھا گیا جن کے نام فضل سے شروع ہوتے تھے، البتہ دیگر روایات میں اختلاف ہے۔ ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں؛

ابن الجوزیؒ نے درج ذیل نام بیان کیے ہیں:

فضل بن شراعہ

فضل بن بضاعہ

فضل بن قضاعہ[8]

ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں ان تین افراد کے ناموں کو شامل کیا ہے:

فضل بن فضالہ

فضل بن وداعہ

فضل بن حارث

CC BY

لیکن انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ اس معاہدے میں دیگر معزز افراد بھی شریک تھے جن کا ذکر روایات میں مبہم انداز میں ہوا ہے۔[9]

ڈاکٹر جواد علی نے اپنی مشہور کتاب، "المفصل في تاریخ العرب" میں بانیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

یہ معاہدہ مکہ کے معززین کے ایک گروہ کے درمیان ہوا تھا، اور اسے حلف الفضول اس لیے کہا گیا کہ اس میں شامل چند افراد کے نام فضل سے شروع ہوتے تھے، جن میں ایک فضل بن نضاعہ بھی ہے۔[10]

یہ نام بعض دیگر روایات میں فضل بن وداعہ کے نام سے آیا ہے، جو نسخوں کی تبدیلی اور تلفظ کی وجہ سے ہو سکتا ہے، البتہ صاحب کتاب نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ مجلس قریش کے مختلف قبائل کے افراد کے اشتراک اور اجتماع سے وجود میں آئی اور اس کے اہم اراکین میں بنو ہاشم، بنو زہرہ اور بنو تیم کے افراد شامل تھے۔ البتہ افراد کے ناموں کا تفصیلی ذکر نہیں ہے۔[11]

مطیبین اور احلاف: عرب قبائلی اتحاد کی دو منفرد شکلیں

عرب کی قبائلی تاریخ میں مطیبین اور احلاف کے اتحاد اہم مقام رکھتے ہیں۔ یہ دونوں اتحاد قریش کے مختلف قبائل کے درمیان سیاسی، سماجی، اور دفاعی معاہدے تھے جن کا مقصد قبیلہ جاتی تنازعات کو حل کرنا اور مشترکہ مفادات کا تحفظ تھا۔ ان دونوں اتحادوں کی وجہ تسمیہ اور ان کے قیام کی تفصیلات عرب تاریخ اور معاشرتی ڈھانچے کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ قریشی قبائل میں قصی کی وفات کے بعد کئی اختلاف رونما ہوئے۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ قصی نے قریب از وفات اپنے بڑے بیٹے عبد الدار کو رفادہ، سقایہ اور ندوہ کے تمام مناصب سونپ دیے، جس کے نتیجے میں یہ دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے۔ پہلی جماعت بنو عبد مناف اور ان کے ہم خیال پر بنی اور دوسری جماعت بنو عبد الدار اور ان کی حمایت یافتہ افراد پر مشتمل تھی۔ دونوں نے اپنی جماعت کی حمایت اور نصرت پر قسم کھالی۔

مطیبین: وجہ تسمیہ اور تشکیل:

مطیبین کا نام عربی لفظ "طیب" سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے خوشبو۔ بنو عبد مناف خوشبو سے بھرا ایک پیالہ بیت اللہ میں لے آئے۔ یہ عمل اس وقت کے عربوں کی ایک خاص رسم سے منسلک ہے، جس میں شامل قبائل نے خانہ کعبہ کی دیوار کو چھونے سے قبل خوشبو (عطر) لگانے کا عمل کیا۔ اس رسم میں شامل ہونے والے افراد نے اپنی وفاداری کی قسم کھائی اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا عہد کیا۔ اس عہد کو "حلف الفضول" کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔ اس قسم کا اتحاد بنیادی طور پر قریش کے داخلی مسائل کو حل کرنے اور مکہ کے قبائل کے درمیان اتفاق پیدا کرنے کے لیے تشکیل دیا گیا تھا۔

مطیبین کے اہم قبائل:

بنی ہاشم

بنی زہرہ

بنی تیم۔

مطیبین کے اتحاد کا مقصد نہ صرف قریش کے داخلی تنازعات کو حل کرنا تھا بلکہ خانہ کعبہ کی سرپرستی کے حوالے سے بھی یہ قبائل اہم کردار ادا کرتے تھے۔

احلاف؛ نام کی وضاحت اور تشکیل کا پس منظر

احلاف کا نام عربی لفظ حلف سے آیا ہے جس کا مطلب قسم یا عہد ہے۔ دوسری جماعت بنی عبد الدار اور ان کے ہم نوا قبائل نے بھی کعبہ میں آکر حلف اٹھالیا کہ ہم ایک دوسرے کے حلیف رہیں گے اور کبھی ساتھ نہیں چھوڑیں گے، نہ ہی اپنے کسی جماعتی ساتھی کو دشمن کے حوالے کریں گے، ایک دوسرے کی ہر صورت مدد کریں گے، اور اپنے مشترکہ مفادات کا بھی دفاع کریں گے۔ اس حلف اور اتحاد کی وجہ سے احلاف کہلائے۔

احلاف کے اہم قبائل؛

cc BY

بنی امیہ

بنی مخزوم

بنی عدی۔

رسول اکرم ﷺ نے جس حلف الفضول کے اجتماع میں شرکت کی تھی وہ مطیبین ہی کے احباب کے درمیان تھا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اپنے ارشادات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ احلاف کا اتحاد اس بات کی علامت تھا کہ یہ قبائل سیاسی طاقت کی خاطر متحد ہوئے اور اپنے حریف قبائل کو ایک طاقتور بلاک کے طور پر چیلنج کیا۔ اس اتحاد کا مقصد قریش میں سیاسی اثر و رسوخ کو برقرار رکھنا تھا اور اس میں اہم کردار ادا کرنے والے افراد کا ذکر "تاریخ طبری" اور "تاریخ ابن کثیر" جیسے مستند تاریخی ذرائع میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

مطیبین اور احلاف کے درمیان فرق :

وجہ تسمیہ

مطیبین کا نام عطر (خوشبو) کی رسم سے لیا گیا، جب کہ احلاف کا نام قسم کھانے سے منسوب ہے۔

معاہدے کی وجوہات اور محرکات:

حلف الفضول کے معاہدے کی تشکیل میں ایک اہم کردار بنو زبید کے ایک فرد نے ادا کیا۔ جس کا ذکر مختلف تاریخ اور سیرت کی روایات میں ملتا ہے۔ یہ ایک یمنی تاجر تھا جو عمرہ کی نیت سے مکہ آیا تھا، وہ مکہ کی طرف اس امید سے آیا کہ وہ اپنے کاروبار کو مزید ترقی دے گا، لیکن بنو سہم کے ایک فرد عاص بن وائل نے اس کا سارا مال غبن کر دیا، اس نے بنو سہم کے افراد سے اپنی آپ بیتی سنا کر مدد کا مطالبہ کیا، لیکن انہوں نے اس کی مدد سے صاف انکار کر دیا، یہ لوگ الٹا اسے ڈرانے دھمکانے لگے۔ اس صورتحال سے یہ مزید رنجیدہ ہوا۔ مجبور ہو کر صبح کے وقت جبل ابو قبیس پر گیا۔ اس وقت قریشی اکثر و بیشتر بیت اللہ کے گرد مجالس میں بیٹھے رہتے تھے، اس نے اپنی بے بسی اور دکھ کا اظہار اشعار کی صورت میں کیا۔

يَا آلَ فِهْرٍ لِمَظْلُومٍ بِضَاعَتُهُ بِبَطْنِ مَكَّةَ نَائِي الدَّارِ وَالنَّفَرِ وَمُحْرِمٍ أَشْعَثٍ لَمْ يَقْضِ عُمْرَتَهُ يَا لَلرِّجَالِ وَبَيْنَ الْحِجْرِ وَالْحَجَرِ إِنَّ الْحَرَامَ لِمَنْ تَمَّتْ كَرَامَتُهُ وَلَا حَرَامَ لِثَوْبِ الْفَاجِرِ الْغُدَرِ

اے قریش کی جماعت اس بے بس کی صدا سنو جس کا تجارتی مال وادی مکہ میں غبن کر لیا گیا۔ وہ مجبور ہے، اپنوں سے دور ہے، دیار وطن ہے اور احرام کی حالت میں ہے۔ اس نے عمرہ بھی ابھی تک مکمل نہیں کیا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اے حجر اسود اور حطیم کے درمیان بیٹھے ہوئے لوگو (میری بات سنو) توقیر اور تعظیم اسی کی ہے جس کے کام اچھے ہیں، بدکار اور فریبی کی چادر کی کوئی عزت نہیں ہے۔[12]

زبیر بن عبد المطلب: تاریخی کردار اور اس کا اثر

زبیر بن عبد المطلب پیغمبر اکرم ﷺ کے چچا تھے اور قریش کے اثر و رسوخ والے خاندان کے فرد کی حیثیت سے ان کا کردار مکہ کی سیاسی اور سماجی تاریخ میں اہمیت رکھتا ہے۔ وہ ایک رئیس اور کبیر انسان تھے، قریش کے مفادات کے تحفظ کے لیے اہم فیصلے کیے۔ ان کی رعب دار شخصیت اور ان کے اقدامات نے مکہ کی معاشی، سیاسی، سماجی اور مذہبی ساخت پر گہرا اثر ڈالا۔

زبیر بن عبد المطلب کا کردار بالخصوص حلف الفضول کے حوالے سے نمایاں تھا۔ زبیر نے جب دردانگیز داستان سنی تو اٹھ کھڑے ہوئے اور گویا ہوئے: کیا اس کو ایسے ہی چھوڑا جا سکتا ہے یعنی اس کی مدد نہیں کی جا سکتی ہے۔ ان کی اس ترغیب اور اپیل پر بنی ہاشم، بنی زہرہ اور بنی تیم عبد اللہ بن جدعان کے گھر اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے یہ عہد و پیمان کیا کہ ہم مظلوم کی نصرت کے لیے تن قلب و جان رہیں گے۔ ہم اس پر تب تک عمل پیرا رہیں گے جب تک سمندر میں پانی کا ایک قطرہ بھی موجود ہے اور ثبیر اور حرا پہاڑ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ ہم اس پیان پر قائم رہیں گے کہ ہم معاشی طور پر بھی ایک دوسرے کی امداد کریں گے۔[13]

حلف الفضول کوئی معمولی نوعیت کا واقعہ نہیں تھا۔ اگر اس دور کا سرسری جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت بڑا اقدام تھا۔ زبیر بن عبد المطلب کا یہ واقعہ مکہ کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کا حلف الفضول کے معاہدے میں شامل ہونا، ظلم کے خلاف آواز اٹھانا اور مظلوموں کے حقوق کی حمایت کرنا ایک اہم اور تاریخ ساز قدم تھا۔ انہوں نے اس معاہدے کے

CC BY

ذریعے قریش کے مختلف قبائل کے درمیان عدل اور انصاف کے اصولوں کو مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ان کی یہ اقدار نہ صرف اپنے زمانے میں اہم تھیں، بلکہ اسلامی تعلیمات میں بھی ان کا اثر دیکھنے کو ملا۔ زبیر بن عبد المطلب کا یہ عمل اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ انصاف، برابری اور انسانی حقوق کے پختہ حامی تھے۔ ان کی اس جدوجہد نے مکہ میں امن و انصاف کے ایک نئے دور کی بنیاد رکھی، جو بعد میں اسلام میں بھی ایک اصول کی صورت میں اختیار کر گیا۔ ان کا یہ کردار ایک واضح پیغام تھا کہ انسانیت کے لیے کھڑا ہونا اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا ہر دور میں ضروری امر ہے۔

مطیبین اور احلاف دونوں اتحادوں کا مقصد قریش کے داخلی مسائل اور تنازعات کو حل کرنا تھا۔ ان دونوں اتحادوں نے مکہ کی سیاست اور معاشرت میں اہم اثرات مرتب کیے اور ان کی تشکیل کے پیچھے قبائل کے درمیان طاقت کے توازن کو برقرار رکھنے کی ایک واضح حکمت عملی تھی۔ ان اتحادوں نے عرب معاشرت میں وفاداری، اتحاد، اور اجتماعی مفادات کو فروغ دیا، اور ان کی تاریخ میں اہمیت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ ان قبائل کے درمیان یہ اتحاد عرب کی سیاسی اور سماجی تاریخ کے سنگ میل سمجھے جاتے ہیں۔

حلف الفضول میں حضور ﷺ کی شرکت: عدل و انصاف کی ایک روشن مثال

ظلم کی تاریکی میں انصاف کی پہلی کرن حلف الفضول کی صورت میں چمکی، جہاں مظلوموں کے حق میں آواز بلند کرنے والے نوجوان محمد بن عبد اللہ ﷺ نے اپنے کردار سے انسانیت کی عظمت کا پرچم بلند کیا۔ یہ معاہدہ عدل اور انصاف کی ایک ایسی مثال تھا، جس نے معاشرتی اصلاح کی بنیاد رکھ دی۔ مکہ مکرمہ کی تاریخ میں عبد اللہ بن جدعان کے گھر ہونے والا ایک معاہدہ حلف الفضول عدل و انصاف کی سربلندی کی ایک اہم مثال ہے۔ اس معاہدے کے موقع پر قریش کے تمام سرکردہ افراد جمع ہوئے، اور ان کے لیے ایک عظیم الشان ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ رسول ﷺ بھی اس اجلاس میں شریک تھے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً 20 سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بعد میں اس واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں زمانہ جاہلیت کے اس معاہدے میں شامل تھا۔ اگر آج بھی ایسے معاہدے کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا۔ یہ معاہدہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ عزیز ہے۔ اور اسلام نے ایسے معاہدوں کو مزید تقویت بخشی ہے۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ شَهِدْتُ فِي دَارِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيَ بِهِ حُمْرَ النَّعَمِ، وَلَوْ أُدْعَى بِهِ فِي الْإِسْلَامِ لَأَجَبْتُ۔

میں عبد اللہ بن جدعان کے گھر ہونے والے معاہدے میں شریک تھا۔ اگر مجھے سرخ اونٹ بھی دیے جائیں، تب بھی اس معاہدے کو ترک کرنا پسند نہ کروں گا۔[14]

سیدنا عبد الرحمن بن عوف سے بھی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

شَهِدْتُ مَعَ عُمُومَتِي حِلْفَ الْمُطَيَّبِينَ، فَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ وَإِنِّي أَنْكُثُهُ.

میں اپنے چچاؤں کے ساتھ حلف المطیبین میں شریک ہوا تھا، اور اس وقت میں نوجوان تھا۔ اگر کوئی مجھے بہت سے سرخ اونٹ دے تب بھی میں اس معاہدے کو توڑنا گوارا نہ کروں گا۔[15]

جبکہ دیگر روایات میں حلف مطیبین کا تذکرہ ہوا ہے۔

رسول کریم ﷺ کے تایا اور چچا اس میں پیش پیش تھے۔ اس میں آپ ﷺ اپنے چچاؤں کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

شَهِدْتُ حِلْفَ الْمُطَيَّبِينَ مَعَ عُمُومَتِي

میں نے اس مبارک مجلس میں اپنے چچاؤں کی معیت میں شرکت کی تھی۔[16]

عبد اللہ بن جدعان کے گھر حلف المطیبین کی مجلس کا انعقاد ہوا تھا۔[17]

امام طحاوی نے تفصیل بیان کی ہے کہ حلف مطیبین عام الفیل سے بھی طویل زمانہ پہلے واقعہ پیش آیا تھا، جبکہ رسول کریم ﷺ کی ولادت ہی نہیں ہوئی تھی۔[18]

اسی طرح ابن حبان کی طرف منسوب ایک قول ہے کہ؛

والمراد بحلف المطيبين: هو حلف الفضول، لأن المطيبين هم الذين عقدوا حلف الفضول

CC BY

رسول اللہ ﷺ نے حلف مطیبین میں شرکت نہیں کی تھی، اس لیے کہ وہ تو ولادت نبوی سے پہلے کی بات ہے۔ آپ ﷺ کی شرکت حلف الفضول میں ہوئی ہے۔[19]

بعض سیرت نگاروں کا مؤقف بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ کی شرکت حلف الفضول میں ہے، کیونکہ حلف مطیبین آپ کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے قصی کی موت کے وقت کا واقعہ ہے۔ جیسا کہ درج ذیل عبارت میں ہے:

وَزَعَمَ بَعْضُ أَهْلِ السِّيَرِ أَنَّهُ أَرَادَ حِلْفَ الْفُضُولِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُدْرِكْ حِلْفَ الْمُطَيَّبِينَ.[20]

ابن کثیر نے بڑی صراحت سے اس پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔

معاہدے کے فوائد اور نتائج:

حلف الفضول کے انعقاد کے بعد اس کے مثبت اور مفید فوائد و نتائج سامنے آئے۔ روایات میں آیا ہے کہ خثعم قبیلے کا ایک فرد مکہ مکرمہ حج یا عمرہ کی غرض سے آیا۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی قتول جو انتہائی حسین و جمیل تھی۔ نبیہ بن حجاج نے اسے غائب کر دیا۔ خثعمی شخص فریاد کرنے لگا کہ ہے کوئی جو اس بدنیت سردار سے میری بیٹی کی بازیابی کروادے؟ کسی نے اسے مشورہ دیا کہ حلف الفضول کے معتبر اشخاص سے استدعا کیجیے۔ اس نے بیت اللہ کے پاس بلند آواز سے پکارا کہ اے حلف الفضول والو یہ سننے کی دیر تھی کہ سب لوگ تلواریں لے کر جمع ہو گئے اس کی دادرسی کے لیے اور سوال کرنے لگے کہ بتاؤ کیا پریشانی ہے؟ ہم تمہاری امداد کے لیے تیار ہیں۔ اس نے بتایا کہ فلاں شخص نے میری بیٹی کو اغوا کر لیا ہے۔ چنانچہ یہ سب مل کر اس کے مکان پر گئے۔ سب نے یک زبان کہا کہ: لڑکی ہمارے سپرد کر دیجیے۔ کیا معلوم ہے کہ ہم کون لوگ ہیں اور ہم نے معاہدہ کونسا کیا ہوا ہے۔ اس سختی پر وہ وہ نادم ہوا اور خوف کے مارے لڑکی کو ان کے حوالے کر دیا۔[21]

اس سے ہر جابر کو معلوم ہو گیا کہ حلف الفضول کا کیا مطلب ہے، اس کے مقاصد اور نوعیت کیا ہے۔ اس سے کئی واقعات منسلک ہیں جو کتابوں کی ورق گردانی سے مل جاتے ہیں۔ ایسے ہی واقعات میں سے ایک سیدنا حسین بن علی کا ہے۔ حضرت حسین اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان جو مدینہ کے گورنر تھے، ان کے درمیان کسی مسئلہ کی بنیاد پر اختلاف ہوا۔ ولید نے گورنر کی حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ظلم اور جبر روا رکھا۔ جناب حسین نے اسے وارننگ دی کہ مجھے میرا حق ملنا چاہیے ورنہ میں تلوار لے کر مسجد نبوی میں حلف الفضول والوں کو دعوت قتال دوں گا۔ اتفاق سے اسی مجلس میں حضرت عبداللہ بن زبیر بھی تھے انہوں نے بھی کہ اگر حلف الفضول والوں کو بلایا گیا تو تب تک لڑائی ہو گی جب تک حق نہ دیا جائے یا ہم سب اسی راہ میں مارے نہ جائیں۔ اسی طرح دیگر صحابہ کرام نے حمایت کا اعلان کر دیا۔ ولید بن عتبہ نے جب صورت حال کی نزاکت اور سنگینی کو محسوس کیا تو انہوں نے حضرت حسین کا حق ادا کر دیا۔[22]

اس معاہدے کے بعد مدت مدید تک لوگ اس سے مستفید ہوتے رہے۔ یہ ایک ایسی مجلس تھی جس کے شامل شرکاء اس پر نازاں تھے مگر جو شریک نہ ہو سکے وہ حسرت و یاسیت کے شکار رہے۔ عتبہ بن ربیعہ یہ بنو عبد شمس کے فرد تھے کہتے تھے کہ اگر قبیلہ تبدیل کرنا ممکن ہوتا تو میں ضرور اس سے نکل جاتا اور حلف الفضول والوں میں شامل ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ قبیلہ حلف الفضول میں شامل نہیں رہا۔[23]

عبداللہ بن جدعان: جاہلی دور کا سخی لیکن ایمان سے محروم کردار

عبداللہ بن جدعان کا شمار جاہلی دور کے ان افراد میں ہوتا ہے جو اپنی سخاوت، مہمان نوازی اور انسانیت کی خدمت کے لیے مشہور تھے۔ ان کا تعلق قریش کے معزز خاندان بنو تیم سے تھا اور نسب کے اعتبار سے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کے چچازاد بھائی تھے۔

زندگی کی ابتدا اور دولت کا حصول:

ابتدائی طور پر عبداللہ بن جدعان ایک غریب اور بدکردار انسان تھے۔ غلیظ کاموں میں اکثر ملوث رہتے تھے، ان کے ان معاملات کی وجہ سے اہل محلہ اور خاندان کے افراد حقارت اور بری نظر سے دیکھتے تھے حتی کہ ان کے والد بھی اسی وجہ سے اسے ناپسندیدہ سمجھتے تھے۔ فیملی، خاندان اور سوسائٹی کی نفرت بھری نگاہوں کی تاب نہ لا کر ایک دن وہ مکہ کے صحرا کی طرف نکل پڑے۔ اس کی نظر ایک پہاڑ کے ایک مقام پر پڑی، اس نے سوچا اس مقام پر کسی موذی جانور کی درندگی کا نشان بن کر اپنی زندگی کی شام کر دوں گا۔ وہ اس جانب چل دیے تاکہ موت آ جائے اور نفرت، حقارت کی زندگی سے ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے۔ وہ اس غار کے قریب پہنچے تو ایک سانپ نظر آئے۔ لگتا تھا کہ وہ اسے لقمہ اجل بنا دے۔ وہ بغیر کسی ڈر خوف کے اس کے قریب گئے معلوم ہوا کہ وہ تو سونے سے بنا ہوا ہے اور اس آنکھوں میں یاقوت کی چمک ہے۔ یہ اس غار کے اندر داخل ہوئے۔ اس کے اندر قبیلہ جرہم کے بادشاہوں کی چند قبریں ہیں۔ ایک قبر حارث بن مضاض کی بھی تھی جو ایک طویل زمانہ پہلے گم ہو گئے تھے جس کا کسی کو علم نہیں تھا کہ وہ کس سمت گئے اور کس حال میں ہیں، اسے آسمان نے اچک لیا یا زمین کھا گئی۔ ابن جدعان کو ایک سونے کی تختی ملی جس پر ان کی

CC BY

تاریخ وفات اور حکومت وغیرہ کی تفصیل درج تھی۔ اس کے ساتھ سونا چاندی اور ہیرے جواہرات کا ایک خزانہ ملا۔ ابن جدعان نے بہت کچھ سمیٹا اور جاتے وقت بطور نشان کے کوئی علامت چھوڑ گیا۔ یہ خزانہ ان کی زندگی کا رخ بدلنے کا سبب بنا۔ دولت ملنے کے بعد انہوں نے سخاوت اور خدمت کو اپنا شعار بنایا، جس کے نتیجے میں وہ نہ صرف اپنے قبیلے بلکہ پورے مکہ میں عزت و شہرت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

معاہدہ حلف الفضول اور ان کی قیادت:

عبداللہ بن جدعان کا نام اس وقت مزید بلند ہوا جب قریش کے معزز افراد نے مظلوموں کی حمایت اور انصاف کے قیام کے لیے ایک معاہدہ کیا، جسے "حلف الفضول" کہا جاتا ہے۔ یہ معاہدہ عبداللہ بن جدعان کے گھر میں منعقد ہوا، کیونکہ وہ اپنی سخاوت اور سماجی حیثیت کی وجہ سے قریش میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی اس معاہدے میں شرکت فرمائی اور بعد از نبوت فرمایا:

میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ہونے والے اس معاہدے میں شریک تھا، اگر آج بھی مجھے ایسے معاہدے کے لیے بلایا جائے میں ضرور شریک ہوں گا، کیونکہ یہ مظلوموں کے حقوق کے تحفظ کے لیے تھا۔

سخاوت اور انسان دوستی؛

عبداللہ بن جدعان اپنی فیاضی کے لیے مشہور تھے۔ وہ لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے، کھجور، ستو اور دودھ ان کے وسیع دستر خوان پر ہوتے تھے۔ ملک شام کی طرف اونٹوں پر سامان لاد کر بھیجا کرتے تھے۔ اس نے ایک شخص کی ڈیوٹی لگا دی تھی کہ وہ روزانہ شام کے وقت بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر منادی کرے کہ لوگوں کے لیے دعوت عام کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اعلان کرنے والا روزانہ رات کو یہ پکارتا تھا:

لَا هَلُمّوا إلَى جَفْنَةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُدْعَانَ

لوگو ابن جدعان کی دیگ کی طرف آؤ۔ یہ دیگ اتنی بلند اور بڑی تھی کہ ایک اونٹ پر سوار بغیر اترنے کے اس سے تناول کرتا تھا۔ ایک بار اس دیگ میں ایک بچہ گر کر فوت ہو گیا۔ اس دیگ کی اونچائی کا تذکرہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں سخت گرمی میں عبداللہ کی دیگ تلے اس کا سایہ لیتا تھا۔

ہوتا کہ لوگ اونٹوں پر بیٹھے ہوئے بھی کھا سکتے تھے۔ وہ مسافروں، غریبوں اور محتاجوں کے لیے ہمیشہ مددگار رہے۔ ان کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ قریش کے لوگ ان کے کردار کی مثالیں دیتے تھے۔ انہوں نے اپنی دولت کو لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا اور غربت کے خاتمے میں نمایاں کردار ادا کیا۔[24]

ایمان کی کمی اور آخرت کا انجام

اگرچہ عبداللہ بن جدعان کی سخاوت اور انسان دوستی اپنی جگہ اہم تھیں، لیکن ایمان کی کمی ان کے اعمال کو آخرت کے لحاظ سے بے فائدہ بنا گئی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا:

ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ، فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ؟

کہ اے اللہ کے رسول عبداللہ بن جدعان عہد جاہلیت میں کئی طرح کے خیر والے عمل کیا کرتے تھے جیسے کھانا کھلانا، صلہ رحمی کرنا، کیا یہ سارے کام اخروی زندگی میں اس کے لیے مفید ثابت ہوں گے؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَنْفَعُهُ، إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا: رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ

یہ فلاح و بہبود کے سارے کام اور نیکیاں اس کے کسی کام کی نہیں، کیونکہ اس نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اے رب قیامت کے روز میری خطاؤں کو معاف کر دینا۔[25]

CC BY

نتیجہ بحث:

"حلف الفضول" کا معاہدہ مکہ مکرمہ کی تاریخ میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے، اور یہ نہ صرف عرب معاشرتی نظام کی اصلاح کی جانب ایک اہم قدم تھا بلکہ اس نے انسانیت، انصاف، اور مظلوموں کے حقوق کے تحفظ کی ایک نئی راہ بھی دکھائی۔ اس معاہدے میں شریک افراد، جن میں عبداللہ بن جدعان جیسے اہم شخصیات شامل تھیں، نے اپنی اجتماعی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی اور مکہ میں انصاف کے اصولوں کی بنیاد رکھی۔ اس معاہدے کا مقصد محض قبائلی سطح پر ایک امن قائم کرنا نہیں تھا بلکہ اس میں انسانی حقوق کا تحفظ اور ہر فرد کو انصاف دلانے کا عہد کیا گیا تھا، چاہے وہ کسی بھی قبیلے یا قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ عبداللہ بن جدعان کی زندگی اور ان کے کردار کا تجزیہ کرتے ہوئے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسانیت کی خدمت، اچھے اخلاق، اور سخاوت کی اہمیت نہایت زیادہ ہے۔ عبداللہ بن جدعان نے اپنی زندگی میں نہ صرف مکہ مکرمہ میں سرفراز اور معزز مقام حاصل کیا بلکہ انہوں نے اپنے مال و دولت کو دوسروں کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا۔ ان کی سخاوت اور انسانیت کی خدمت کی مثالیں آج بھی زندہ ہیں، اور اس کی وجہ سے وہ مکہ کے مشہور ترین افراد میں شمار ہوتے تھے۔ تاہم، عبداللہ بن جدعان کا کردار اس بات کا غماز ہے کہ دنیا میں نیک عمل کرنا، لوگوں کی مدد کرنا اور انصاف کے اصولوں کی پاسداری کرنا ضرور اہم ہے، مگر یہ سب کچھ آخرت کی کامیابی کے لیے کافی نہیں۔ ان کی زندگی میں ایمان کی کمی اور اللہ سے تعلق کا فقدان تھا، جو کہ آخرت میں کامیابی کے لیے ضروری ہے۔

اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ دنیا میں اگرچہ اچھے اعمال اور انسانیت کی خدمت اہم ہیں، لیکن ان کے ساتھ ساتھ اللہ پر ایمان اور اس کی مغفرت کی طلب بھی ضروری ہے۔ عبداللہ بن جدعان کا کردار اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ اللہ کے ساتھ تعلق اور اس کی رضا کی کوشش کے بغیر دنیاوی نیکیاں آخرت میں کسی کام کی نہیں آتیں۔ اسلام میں، انسانوں کی مدد کرنا، مظلوموں کا حق دینا اور انصاف کے اصولوں کو قائم کرنا بہت بڑی عبادت سمجھی جاتی ہے، اور یہی اصول "حلف الفضول" کے معاہدے میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اس معاہدے نے مکہ مکرمہ میں انصاف، برابری، اور حقوق انسانی کی بنیاد رکھی، جو بعد میں اسلام میں مزید تقویت پا کر پوری دنیا کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات بن گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس معاہدے کی اہمیت کو نہ صرف اپنی زندگی میں تسلیم کیا بلکہ اس کو بعد میں اس طرح بیان کیا کہ "اگر آج بھی مجھے ایسی دعوت دی جائے تو میں خوشی سے اس میں شریک ہو جاؤں گا۔" یہ بات اس معاہدے کی عظمت اور اس کے اصولوں کی اسلامی تعلیمات کے مطابق اہمیت کو مزید واضح کرتی ہے۔

"حلف الفضول" نہ صرف ایک تاریخی واقعہ ہے بلکہ اس کے پیغامات آج بھی ہماری زندگیوں میں اہمیت رکھتے ہیں۔ اس معاہدے کا مقصد صرف قبائلی مفادات کا تحفظ نہیں تھا بلکہ اس نے ہمیں یہ سکھایا کہ ہر انسان کو انصاف، مساوات، اور انسانی حقوق کا حق ہے۔ اس معاہدے نے مظلوموں کی حمایت اور ظلم کے خلاف کھڑے ہونے کی ایک نئی روایت قائم کی، جو بعد میں اسلامی تعلیمات میں شامل ہو گئی۔ ہم اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ دنیا میں اچھے اخلاق، انسانیت کی خدمت، اور انصاف کے اصولوں کی پاسداری نہ صرف فرد کی عزت افزائی کے لیے اہم ہیں بلکہ یہ آخرت کی کامیابی کے لیے بھی ضروری ہیں، بشرطیکہ ایمان اور اللہ سے تعلق کی مضبوطی کے ساتھ یہ اعمال انجام دیے جائیں۔ عبداللہ بن جدعان کی زندگی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اگرچہ دنیاوی نیکیاں اہم ہیں، لیکن اللہ پر ایمان اور اس کی مغفرت کا طلبگار ہونا آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس لیے ہمیں اپنی زندگیوں میں عدل و انصاف، انسانیت کی خدمت اور ایمان کی پختگی دونوں کو یکساں اہمیت دینی چاہیے، تاکہ ہم نہ صرف دنیا میں کامیاب ہوں بلکہ آخرت میں بھی اللہ کی رضا حاصل کر سکیں۔

"حلف الفضول" کا معاہدہ آج بھی ایک زندہ مثال کے طور پر ہمارے سامنے ہے، جس نے عرب معاشرت میں اصلاحات کی بنیاد رکھی اور اسلامی اصولوں کو حقیقت کا روپ دیا۔ اس معاہدے کا تاریخی تجزیہ ہمیں بتاتا ہے کہ ظلم کے خلاف کھڑا ہونا، انسانوں کے حقوق کا تحفظ کرنا اور اجتماعی ذمہ داریوں کا احساس ہمیں ایک بہتر معاشرتی نظام کی طرف رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ آج کے دور میں بھی ہمیں ان اصولوں کو اپنانا چاہیے تاکہ ہم ایک معاشرتی نظام قائم کر سکیں جو انصاف، برابری، اور انسانی حقوق کے اصولوں پر مبنی ہو، جیسے کہ "حلف الفضول" میں بیان کیے گئے تھے۔

حوالہ جات

---

[1] ۔ سہیلی، ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد، روض الانف، دار احیاء التراث العربی۔ بیروت، طبع اولیٰ: 1421ھ، 2/46

[2] ۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، السیرۃ النبویۃ، دار المعرفہ۔ بیروت، 1395ھ: 1/258

[3] ۔ ابن حبیب، محمد بن حبیب بن امیہ، المحبر، دار الافاق الجدیدہ، بیروت، س۔ن، ص: 167

[4] ۔ مقریزی، احمد بن علی بن عبد القادر، امتاع الاسماع، دار الکتب العلمیہ۔ بیروت، 1420ھ: 1/18

OPEN ACCESS

[5]ـ سہیلی، روض الانف:2/45

[6]ـ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ دارالفکر، 1407ھ،:3/457

[7]ـ محمد بن حبیب بن امیہ، المنمق فی اخبار قریش، عالم الکتب۔بیروت، 1405ھ، ص:53

[8]ـ ابن الجوزی، جمال الدین عبدالرحمن بن علی، المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، دارالکتب العلمیہ۔بیروت، 1412ھ،:2/309

[9]ـ ابن کثیر، البدایہ:2/356

[10]ـ دکتور جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، دارالساقی، 1422ھ،:7/87

[11]ـ ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دارالعلمیہ، بیروت1410ھ:1/128

[12]ـ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ: 1/259

[13]ـ ابن ہشام، عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری، السیرۃ النبویہ، مصطفیٰ البابی۔مصر، 1375ھ:1/133

[14]ـ بیہقی، احمد بن حسین بن علی، سنن الکبریٰ، دارالکتب العلمیہ۔بیروت، 124ھ، رقم الحدیث: 13080۔فاکہی، ابوعبداللہ محمد بن اسحاق، اخبار مکۃ، دار خضر۔بیروت 1414ھ،:5/170

[15]ـ ابن حبان، محمد حبان بن احمد، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالۃ۔بیروت، 1408ھ، رقم الحدیث: 4373۔البانی، محمد ناصر الدین، صحیح السیرۃ النبویہ، المکتبۃ الاسلامیہ، عمان، س۔ن، ص:35

[16]ـ بزار، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق، مسند بزار، مکتبۃ العلوم والحکم۔مدینہ منورہ، طبع اولیٰ: 2009ء رقم الحدیث:1000۔
عازمی، موسیٰ بن راشد، اللؤلؤ المکنون، المکتبۃ العامریۃ۔کویت، 1432ھ۔:1/119

[17]ـ ضیاء العمری، السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ، مکتبۃ العلوم والحکم۔مدینہ منورہ، 1994ء:1/111

[18]ـ طحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد، شرح مشکل الاثار، مؤسسۃ الرسالۃ۔بیروت، 1494ھ، رقم الحدیث: 5966

[19]ـ ابن حبان، محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالۃ۔بیروت، 1988ء، رقم الحدیث: 4373

[20]ـ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ:1/258

[21]ـ سہیلی، روض الانف:2/47۔جواد علی، المفصل:7/88

[22]ـ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ:1/135۔ابن کثیر، السیرۃ النبویہ: 1/262۔افغانی، سعید بن محمد بن احمد، اسواق العرب، س۔ن:1/187

[23]ـ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ: 1/257

[24]ـ سہیلی، روض الانف:2/50۔حلبی، علی بن احمد، انسان العیون، دارالکتب العلمیۃ۔بیروت، 1427ھ:1/189۔بکری، حسین بن محمد بن الحسین، تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس، دار صادر۔بیروت، س۔ن:1/256

[25]ـ نیسابوری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی۔بیروت، رقم الحدیث: 214۔طحاوی، شرح مشکل الاثار، رقم الحدیث:4357۔

CC BY